جاہل کا عالم سے سوال کرنا تقلید نہیں

آپ فرماتے ہیں "جاہل کیا کرے۔ اگر وہ آپ سے پوچھے گا تو آپ کا مقلد ہوگا" میں کہتا ہوں کہ جاہل اگر آپ سے پوچھے تو کیا وہ آپ کا مقلد ہو جائے گا؟ امام ابو حنیفہ" کا مقلد نہیں رہے گا؟ کیونکہ وہ اتنے بڑے امام کی فقہ کو کیا سمجھ سکتا ہے وہ تو آپ ہی کے کہنے پر عمل کرے گا۔ اگر آپ یہ جواب دیں کہ ہم اس کو امام ابو حنیفہؒ ہی کے قول بتائیں گے۔ لہٰذا ہمارے بتانے کے بعد بھی وہ امام ابو حنیفہؒ کا ہی مقلد کہلائے گا، نہ کہ ہمارا۔ تو میں کہوں گا کہ میں بھی اس کو احادیث ہی بتاؤں گا۔ لہٰذا میرے بتانے کے باوجود وہ میرا مقلد نہ ہوگا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہوگا۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صحت پر امت کا اتفاق

یہ بھی آپ نے خوب لکھا کہ صحیح بخاری میں جو احادیث ہیں وہ امام بخاری رحہ کا قیاس ہی تو ہے۔ جی نہیں۔ اہل سنت کے ہر فرقہ کا اس کی صحت پر اجماع ہے۔ ان احادیث کی صحت محض اٹکل اور وہم و گمان کی مرہونِ منت نہیں ہے بلکہ اس کے لئے دلائل ہیں۔ قرائن و شواہد ہیں اور دلائل بھی ٹھوس۔ ایسے دلائل کہ ان کے ذریعے سے آج بھی ہر حدیث کو کسوٹی پر پرکھا جاسکتا ہے۔ جو کچھ انہوں نے لکھا مع سند کے امت کے سامنے رکھ دیا۔ اب بھی اگر کوئی چاہے تو پرکھ کر دیکھ لے۔ یہاں کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی۔

اس میدان میں اور لوگ بھی خم ٹھونک کر اترے لیکن کتب احادیث اور شروح احادیث شاہد ہیں کہ انہوں نے ٹھوکر کھائی اور ہر حدیث جس کو وہ صحیح سمجھتے تھے، صحیح نہیں نکلی۔ اس میدان میں دو ہی شہسوار نظر آتے کہ جو دعویٰ کیا وہ صحیح ثابت ہوا۔ یعنی امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ۔ امت نے ان کی احادیث کو دعوے کے مطابق صحیح پایا اور دونوں کتابوں کو

صحیحین کا لقب دیا۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں: أجمعت الأمۃ علی صحۃ ھذین الکتابین،
یعنی بخاری ومسلم کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔ (نصرۃ الباری)

استاذ ابو اسحٰق اسفرائنی فرماتے ہیں: أھل الصنعۃ مجمعون علی أن الأخبار التی اشتمل علیھا الصحیحان مقطوع بصحۃ أصولھا ومتونھا۔ (فتح المغیث) یعنی فن حدیث کے ماہرین اس پر متفق ہیں کہ بخاری اور مسلم کی احادیث قطعی طور پر صحیح ہیں۔

امام الحرمین لکھتے ہیں: لاجماع علماء المسلمین علی صحتھما (نصرۃ الباری)
یعنی علمائے مسلمین کا ان دونوں کی صحت پر اجماع ہے

امام ابو الفلاح فرماتے ہیں: "تمام فقہاء نے صحیح بخاری کی ہر مسند حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔" (نصرۃ الباری بحوالہ شذرات الذھب ملخصًا)

اسی طرح حافظ ابو نصر سنجریؒ نے فرمایا ہے کہ "أجمع أھل العلم والفقھاء وغیرھم ... الخ یعنی اہل علم فقہا اور دیگر لوگوں کا صحیح بخاری کی تمام مرویات کی صحت پر اجماع ہے۔ (ملخصًا من نصرۃ الباری بحوالہ مقدمہ ابن صلاح)

مشہور حنفی عالم عینی لکھتے ہیں: إتفق علماء الشرق والغرب انہ لیس بعد کتاب اللہ أصح من صحیح البخاری (عمدۃ القاری) یعنی مشرق ومغرب کے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ صحیح کوئی

کتاب نہیں:-

احمد علی سہارنپوری لکھتے ہیں: "إتفق العلماء على أن أصح الكتب المصنفة صحيحا البخاری ومسلم" (نصرۃ الباری) یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ تمام تصنیفات میں سب سے زیادہ صحیح یہ دو کتابیں ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔

انور شاہ صاحب دیوبندی لکھتے ہیں: "حافظ ابن صلاحؒ۔ حافظ ابن حجرؒ امام ابن تیمیہؒ۔ شمس الائمہ سرخسیؒ کے نزدیک صحیح بخاری کی تمام حدیثیں قطعی الصحت ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں: إنّ رأيهم هو رائي۔ "جو ان کی رائے ہے وہی درحقیقت میری رائے ہے۔" (فیض الباری ملخصا)

شبیر احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں، إنّ ما تفرد به البُخاری ومسلم مندرج فی قبیل ما یقطع بصحته لتلقی الأمة کل واحد من کتابهما بالقبول۔ یعنی بخاری و مسلم کی منفرد روایتیں بھی قطعی الصحت ہیں اس لئے کہ امت نے ان کی ہر حدیث کو تسلیم کیا ہے (فتح الملہم شرح صحیح مسلم)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

أمّا الصحيحان فقد اتفق المحدّثون على أن جميع ما فيهما من المتّصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران إلى مصنّفيهما وَ انه كل من يهون أمرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين وإن شئت الحق الصراح فقسهما بكتاب ابن أبي شيبة وكتاب الطحاوي ومسند الخوارزمي تجد بينها وبينهما بعد المشرقين۔ (حجۃ اللہ البالغہ۔ جلد اول)

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں جتنی مرفوع متصل حدیثیں ہیں۔ محدثین کا اتفاق ہے

کہ وہ سب قطعاً صحیح ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک متواتر ہیں۔ جو شخص ان کی اہانت کرے وہ بدعتی ہے اور مومنین کی راہ سے اس کی راہ علیحدہ ہے اور اگر آپ حق کی وضاحت چاہیں تو مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطحاوی اور مسند خوارزمی (مسند امام ابوحنیفہؒ) سے صحیحین کا مقابلہ کریں تو آپ ان میں اور صحیحین میں بعد المشرقین پائیں گے۔"

الغرض بے شمار اقوال ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ کسی نے بھی بلحاظ صحت ان کتابوں سے اختلاف نہیں کیا۔ حتیٰ کہ ان کے معاصرین اور اساتذہ نے ان کی صحت پر اتفاق کیا۔

اب اگر کوئی شک کرتا ہے تو سوائے اس کے اور کیا لکھوں کہ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" کا مصداق ہے نہ صحیح بخاری ہوگی نہ فقہ پر تنقید کا موقع ملے گا۔ اگر صحیح بخاری کو آپ تسلیم نہیں کرتے تو ایسی کوئی کتاب آپ پیش فرمائیے۔ جس پر امت کا اتفاق ہو، جو صحیح بخاری سے برتر ہو۔ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا.....

محض وہم وگمان سے حدیث کو نہیں چھوڑا جاسکتا

یہ بھی آپ نے خوب لکھا ہے کہ جو حدیث امام بخاریؒ کے نزدیک صحیح ہو، ہوسکتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ ضعیف اور غریب ہو۔ سنیئے! محض وہم وگمان سے حقائق کو نہیں جھٹلایا جاسکتا۔ اگر وہ ضعیف تھی تو باوجود تمام لوازمات کی موجودگی کے علمائے احناف نے اس کو ضعیف کیوں نہ ثابت کیا اور کیوں اس دور تک سب اس کو صحیح سمجھتے رہے۔ اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے کہ جملہ صحیح حدیثیں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ضعیف ہیں تو امام صاحب کے ان اقوال پر کیسے عمل ہوگا "اتركوا قولي بخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلہ میں میرے قول کو چھوڑ دو۔ (روضۃ العلماء) اذا صح الحديث فهو مذهبي: صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔ ہر صحیح حدیث کے متعلق یہ گمان ہوگا کہ شاید امام صاحب کے نزدیک ضعیف ہو لہٰذا حدیث رد کر دی جائے گی یعنی محض ظنیات سے قطعیات کو مسترد کیا جائے گا۔

صحیح بخاری ومسلم کی صحت پر ائمہ کا اتفاق

پھر سن لیجئے۔ بخاری اور مسلم کی حدیثیں اس لئے صحیح نہیں ہیں کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ انہیں صحیح سمجھتے ہیں بلکہ اس لئے صحیح ہیں کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد کے تمام علمائے ان حدیثوں کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

اعتمد منها ما اجمعوا عليه۔

یعنی امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے لیئے ان ہی احادیث کو قابلِ اعتماد سمجھا، جن کی صحت پر اجماع تھا۔ پھر امام مسلمؒ کے متعلق بھی انہوں نے یہی بات تحریر فرمائی ۔ (مقدمہ تاریخ ابن خلدون)

الغرض امام بخاری و امام مسلم نے اُن احادیث کو اِن کتابوں میں جمع کیا جن کی صحت پر اُس وقت تک کے تمام علماء کا اتفاق تھا اور اُن علماء میں امام ابوحنیفہؒ بھی شامل ہیں (بشرطیکہ آپ انہیں محدث تسلیم کریں)

حنفی فقہ کے بے شمار مسائل بے دلیل ہیں

ہم تو نئی نئی باتیں نہیں نکال رہے ۔ جو بات کہتے ہیں دلیل سے کہتے ہیں ۔ آپ پوچھ کر دیکھ لیجیئے ۔ انشاء اللہ آیت یا حدیث پیش کریں گے ۔ اصل جواب سے انشاء اللہ کبھی انحراف نہیں کریں گے ۔ نئی نئی باتیں تو مقلدین نے نکالی ہیں ۔ مثلاً تقلید، یہ بدعت ہے ۔ نہ دورِ صحابہ میں تھی نہ دورِ تابعین میں (حجۃ اللہ البالغہ) پھر مرد و عورت کی نماز علیحدہ علیحدہ گھڑ دی گئی ۔ نماز میں نیت زبانی کا اضافہ کیا گیا ۔ حلالہ کا مسئلہ جاری کیا گیا ۔ وغیرہ وغیرہ

یہ میں پھر کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہؒ ان سے قطعی بری الذمہ ہیں ۔ میں جو کہتا ہوں ، ان کے متعلق نہیں کہتا ، وہ تو متبع حدیث تھے اور اس سے بھی زیادہ تعریف کے مستحق ہیں جو آپ نے تحریر فرمائی ہے ۔ میں تو موجودہ مذہب کے متعلق بات کرتا ہوں ۔

قرونِ اولیٰ میں تقلید کا رواج نہیں تھا

یہ میں نے کب لکھا کہ سوائے میرے کوئی مسلم ہی نہیں ، اب تک جتنے مسلمین ہوئے وہ درحقیقت مشرک تھے ، یہ اتہام ہے ۔ مگر آپ کا یہ خیال کہ زمن سابقہ میں سب مقلد تھے اور یہ کہ میں اپنے خیال کا پہلا آدمی ہوں حقیقت پر مبنی نہیں ، حقیقت اسکے برعکس ہے

امام ابوحنیفہؒ کا مکتب فکر ۱۲۰ھ میں قائم ہوا (سیرۃ النعمان) بتایئے ۱۲۰ھ تک جو مسلم تھے وہ کس امام کے مقلد تھے؟ اس امام کی امامت کس نے منسوخ کی؟ حضرت امام ابوحنیفہؒ مقلد تھے یا غیر مقلد؟ اگر مقلد تھے تو مقلد کی تقلید کیسے؟ اور اگر غیر مقلد تھے تو پھر وہ ہمارے ہم عقیدہ ہوئے نہ کہ آپ کے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: لاینبغی لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی۔ یعنی کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ میرے قول پر فتویٰ دے، جب تک اس کو میری دلیل نہ معلوم ہو (عقد الجید) بلکہ یہاں تک فرماتے ہیں: حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی۔" (اشکوٰۃ محمدی بحوالہ میزان شعرانی) یعنی وہ اپنی تقلید سے منع فرماتے ہیں بلکہ بے دلیل بات ماننے کو حرام کہہ رہے ہیں۔ لیجئے جو ہم کہتے ہیں وہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ بے شک جس چیز کو انہوں نے حرام کہا ہے ہم بھی اس کو حرام سمجھتے ہیں لیکن مقلدین ان کے حرام کردہ کو جائز ہی نہیں، واجب تک کہہ دیتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ بھی تمام ائمہ دین تقلید سے منع کرتے رہے۔ مثلاً امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الشافعی ولا الاوزاعی ولا الثوری وخذ من حیث أخذوا (عقد الجید)

یعنی ہرگز میری تقلید نہ کرنا۔ نہ امام مالکؒ کی، نہ امام شافعیؒ کی، نہ امام اوزاعیؒ کی نہ امام ثوریؒ کی۔ بلکہ جہاں سے انہوں نے احکام کو لیا وہیں سے تم بھی لینا۔

ہاں تو ۱۲۰ھ تک قطعاً سب غیر مقلد تھے بلکہ بقول شاہ ولی اللہ صاحب چوتھی صدی سے قبل تقلید خالص پر لوگ مجتمع نہیں ہوئے تھے (حجۃ اللہ البالغہ) تو گویا تین سو سال تک تقلید شخصی کا وجود نہیں تھا۔ الا ما شاء اللہ۔ چوتھی صدی سے تقلید نے زور پکڑنا

شروع کیا۔ اور تقریباً ایک ہزار سال تک اس کا زور رہا۔ لیکن یہ زمانہ بھی عاملین بالحدیث سے خالی نہ تھا۔ ہر زمانہ میں علماء کی ایک کثیر تعداد عامل بالحدیث تھی۔ علامہ ذہبیؒ کا تذکرۃ الحفاظ پڑھیئے۔ دیکھئے ہر زمانے میں کتنے علماء عامل بالحدیث تھے۔ علامہ ذہبیؒ بیسیوں علماء کے نام گناتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے حالات لکھتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو بڑے بڑے حفاظ تھے نہ معلوم ان کے علاوہ اور کتنے ہوں گے جن کے نام امام ذہبیؒ کو معلوم نہ ہوتے ہوں اور پھر کتنے لوگ ہوں گے جو ان کے حلقۂ اثر میں ہوں گے۔ غرض یہ کہ بیشمار لوگ ہر زمانہ میں عامل بالحدیث تھے۔ بعض ایسے علماء بھی تھے جو موقع کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے تقلید کی نسبت اپنی طرف

فاران | "فقہ کی کتابیں، منزل من اللہ کی شرح اور تفصیل ہیں"۔

(فاران ص۳۰)

جواب | بہت خوب!

(۱) عورتیں سینہ پر ہاتھ باندھیں اور مرد ناف کے نیچے۔ یہ کس منزل من اللہ حکم کی شرح ہے؟

(۲) نماز کی نیت زبان سے کی جائے۔ یہ کونسی آیت میں ہے؟

(۳) وتر ایک یا پانچ نہ پڑھے جائیں۔ یہ کس وحی میں ہے؟

(۴) جانور، مردہ عورت اور نابالغ لڑکی کی شرمگاہوں کو پلنگ کا سوراخ سمجھنا، یہ کس حدیث یا آیت کی شرح ہے؟ اس کو افلاس علم کہا جائے یا افلاس ایمان؟

(۵) اگر کوئی شخص جانور، مردہ عورت یا نابالغ لڑکی سے وطی کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوتا۔ یہ کس حدیث میں ہے؟

الغرض اس قسم کے سینکڑوں مسائل ہیں جو گھڑے گئے ہیں، جن کا منزل من اللہ شریعت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ کیا ایسے مسائل کو منزل من اللہ کی شرح کہا جاسکتا ہے؟

نوٹ:۔ ان مسائل کے حوالے صفحات ۱۰۶ و ۱۰۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

فاران | "دوسرے فقہی مذاہب کی طرح احناف بھی صلوٰۃ بالجماعت میں سُورۂ فاتحہ کے قائل ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ وہ امام کی قراءتِ سُورۂ فاتحہ کو کافی سمجھتے ہیں"۔ (فاران ص۳۰)

جواب | رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مقتدیوں سے ہی یہ فرمایا تھا لَا تَقْرَءُوْا بِشَیْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَهَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ) فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِهَا۔ "جب میں بلند آواز سے قراءت کروں تو ام قرآن

میں سے کچھ نہ پڑھو سوائے سورۂ فاتحہ کے، کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی " (ابوداؤد)
بتائیے اس حدیث کی موجودگی میں امام کی قرأت کو مقتدیوں کے لئے کافی سمجھنا حکمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح خلاف ورزی ہے یا نہیں؟ اگر ہے، اور ضرور ہے تو کیا آیۂ کریمہ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ ...... الخ کی روشنی میں اس فیصلہ کو نہ ماننا کفر ہے یا نہیں؟ اگر یہ کفر نہیں تو پھر آخر کفر کس چیز کا نام ہے؟ ہمارا تو وہی عقیدہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ آپ کی آپ جانیں۔

فاران " احناف کا طریق نماز غلط نہیں " (فاران ص۳۰)

جواب بے شک غلط ہے۔ اگر آپ صحیح سمجھتے ہیں تو براہِ کرم مندرجہ ذیل باتوں کے صریح دلائل دیجئے:۔

(۱) احناف زبان سے نیت کرتے ہیں جو بدعت ہے۔

(۲) احناف نہ رکوع میں جاتے وقت رفع الیدین کرتے ہیں نہ

(۳) رکوع سے اُٹھ کر اور نہ

(۴) تیسری رکعت کی ابتدا میں۔

حالانکہ یہ رفع الیدین احادیث سے ثابت ہیں، ان کے خلاف کوئی ایسی صحیح حدیث نہیں جس میں یہ صراحت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھ کر یا تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ محض عدم ذکر کو عدم شے سمجھ لیا گیا ہے جو اصولاً غلط ہے۔

(۵) جلسۂ استراحت نہیں کرتے، حالانکہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اس کے خلاف محض قیاس ہے کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں۔

(۶) آخری قعدہ میں تورک نہیں کرتے۔

(۷) فرضوں کی تیسری و چوتھی رکعت میں صرف خاموش کھڑا رہنا کافی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ صحیح احادیث کے خلاف ہے۔

غرض یہ کہ اس قسم کی متعدد باتیں ہیں جو صریح خلافِ سُنّت بلکہ بدعت ہیں، لہٰذا حنفیوں کی نماز غلط ہے۔

فاران "تقلید میں شرک کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔" (فاران ص۳۰)

جواب اس بات کو تلاشِ حق میں مدلّل بیان کیا گیا ہے۔ کاش ماہر صاحب ان دلائل کا جواب دیتے۔

ائمۂ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید بدعت ہے۔ اور بدعت دین میں اضافہ ہے۔ دین میں اضافہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا تقلید کا اضافہ کرنیوالے اور تقلید کو حق سمجھنے والے شرک فی الشریعت کے مرتکب ہیں۔

کسی انسان کو نمونۂ ہدایت و معیارِ حق بنا کر بھیجنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، خود لوگوں کا کسی انسان کو نمونۂ ہدایت اور معیارِ حق بنا لینا اپنے آپ کو الوہیت کے منصب پر پہنچانا ہے۔ یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟

کوئی امام خطاء سے معصوم نہیں۔ کسی امام کی سو فیصدی باتیں صحیح نہیں ہوسکتیں لہٰذا کسی امام کی غلامی کا قلادہ اپنے گلے میں ڈالنے کے یہ معنٰی ہوئے کہ بغیر تحقیق کے اس کی بات ماننے اور جو غلطیاں اُس نے کی ہیں اُن میں بھی اُسی کی ماننے اور منزل من اللہ کی طرف رجوع نہ کرے، بلکہ رجوع کو جائز بھی نہ جانے۔ اگر یہ شرک و کفر نہیں تو آیۂ کریمہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (توبہ ۳۱) (انہوں نے اپنے علماء اور پیروں کو رب بنالیا ہے) میں اور کونسا شرک مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ نے تو صاف فرمادیا ہے اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ

الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ (شوریٰ ۲۱) (کیا اُنہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں جو ان کے لئے دینی قوانین بناتے ہیں جس کی اللہ تبارک و تعالےٰ نے اجازت نہیں دی) کیونکہ فقہ کے گھڑے ہوئے مسائل کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اجازت نہیں لہٰذا ان کا ماننا شرک ہے اور یہ سب کچھ تقلید کا کرشمہ ہے۔ لہٰذا تقلید ہی اس شرک کی اصل ہے۔

فاران "تقلید کو تو بدعت آپ کہتے ہیں۔ حدیث میں تو تقلید کو بدعت سے تعبیر نہیں کیا گیا۔" (فاران صہ ۳۱)

جواب آج کل جتنی بدعات رائج ہیں کیا کسی حدیث میں اُن کو بدعات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو آپ اُن کو بدعت کیوں کہتے ہیں؟

تقلید اگر بدعت نہیں تو براہِ کرم اس کا سُنّت ہونا ثابت کیجیے یا کم از کم عہدِ صحابہؓ و تابعین ہی میں اس کا وجود ثابت کیجیے۔ جواب دیتے وقت براہِ کرم تقلید کی جو تعریف اور اُس کے جو لوازمات کتبِ حنفیہ میں لکھے ہیں اُن کا لحاظ رکھیں تاکہ (۱) اُستادی شاگردی اور (۲) جاہل کا کسی بھی عالِم سے اللہ کا حکم دریافت کر لینا تقلید کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔

امامت کے شرائط پر بحث کرتے ہوئے ماہر القادری صاحب فرماتے ہیں:۔

فاران "جس شخص کی بیوی خوبصورت ہو گی وہ نگاہ اور جنسی تصورات میں دوسروں سے زیادہ محتاط ہو گا کہ بیوی کے حسین ہونے کے سبب دوسری عورتوں کی طرف میلان کی اسے فکر و جستجو نہ ہو گی۔ بدصورت بیویوں کے شوہروں کو اچھے چہروں کی تشنگی سی رہتی ہے۔" (فاران صہ ۳۱)

جواب اوّل تو یہ کلیہ ہی غلط ہے کہ جس شخص کی بیوی خوبصورت ہوگی وہ سب سے زیادہ متقی ہوگا۔ تجربات اس کے خلاف ہیں لہٰذا یہ شرط باطل ہے۔ یہ بات کہ صرف بدصورت بیویوں کے شوہروں کو اچھے چہروں کی تشنگی رہتی ہے ماہرالقادری صاحب کے تجربہ کے لحاظ سے صحیح ہو تو ہو۔

اگر یہ فرض کر بھی لیا جائے کہ اس مسئلہ کی بنیاد عقل پر ہے تو پھر ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ کسی فقیہ کی عقل کی پیداوار ہے اور یہی ہمارا کہنا ہے کہ اس قسم کے بہت سے مسائل ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل نہیں ہوئے بلکہ لوگوں نے اپنی عقل سے گھڑ لئے ہیں۔ فرمائیے ہم نے کونسی غلط بیانی کی؟

اگر اس کے اندر بقول آپ کے

"باریک حکمت" تھی (فاران ص۳۱)

تو کیا اللہ تعالیٰ اس باریک حکمت سے ناواقف تھا (نعوذ باللہ) کہ اس نے اس حکمت کو اپنے رسُول پر ظاہر نہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حکمت نازل کرنے کا بار بار ذکر فرماتا ہے اور اپنے دین کو کامل کرنے کا بھی اعلان فرماتا ہے لیکن حیرت ہے کہ نہ حکمت ہی کامل ہوئی نہ دین ہی کامل ہوا۔ یہ دونوں باتیں فقہائے متقدمین نے پوری کر کے اللہ تعالےٰ کا ہاتھ بٹایا۔ العیاذ باللہ۔

اگر عقل ہی کے ذریعے مسائل ڈھلنے لگیں تو پھر ہر عالم کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی عقل کے مطابق جو چیز اس کو اسلام کے موافق نظر آئے اس کو اسلامی فقہ میں داخل کر دے۔ کیا اس طرح سے مرتبہ فقہ جو مختلف لوگوں کی آراء اور قیاسات کا مجموعہ ہوگی اللہ کا دین کہی جا سکتی ہے یا اس کو انسانوں کی طرف منسوب کرنا ہوگا؟ کیا آپ لوگوں کا قلم اور زبان کی پوری قوت کے ساتھ مسئلہ کو ایسی عجیب غریب حکمتِ عملی سے بیان کرنا کہ سُننے والا اس کو

عین مطابق عقل سمجھے اور وہ یہ کہہ اُٹھے کہ واقعی اس مسئلہ میں بڑی پوشیدہ حکمت ہے اس آیت کے ذیل میں تو نہیں آتا۔

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُنَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ {آل عمران ۷۸}

(ترجمہ) اور ان لوگوں میں ایک فریق ایسا بھی ہے جس کے افراد کتاب کو بیان کرتے وقت زبان کو اس طرح گھماتے ہیں کہ تم یہ سمجھو کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ کتاب میں موجود ہے حالانکہ وہ کتاب میں نہیں ہوتا۔ اور کہتے ہیں یہ مسئلہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا۔ اور یہ لوگ جان بوجھ کر اللہ پر افتراء کرتے ہیں۔

صـ۹ پر جو مسائل دئے ہوئے ہیں ان کے حوالے

(۱) عورتیں سینہ پر ہاتھ باندھیں اور مرد ناف کے نیچے

ویعتمد بیدہ الیمنیٰ علی الیسری تحت السرۃ (ہدایہ جلد اول صـ۱۰۲ مطبوعہ مطبع سعیدی قرآن محل کراچی) بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھوں کا باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے عورتوں کو سینے پر (علم الفقہ جلد دوم صـ۷۱)

(۲) زبان سے نیت کرنا

ویحسن ذلک لاجتماع عزیمتہ (ہدایہ جلد اول صـ۹۶) والقصد مع لفظہ افضل (شرح وقایہ ۱/۱۵۹)

(۳) وتر صرف تین رکعت ہیں

الوتر ثلث رکعات وجبت (شرح وقایہ ۱/۱۹۹ مطبوعہ مطبع انوار محمدی)

(۴) جانور، مردہ عورت اور نابالغ لڑکی کی شرمگاہوں کو پلنگ کا سوراخ سمجھنا۔

ماہر القادری لکھتے ہیں :-

حیوانات کے دبر پر کپڑے وغیرہ کے بنائے ہوئے خولوں اور چارپائی کے سوراخوں کا قیاس کیا جائے گا جن میں صرف دخول سے غسل فرض نہیں ہوتا (فاران بابت ماہ جون ۱۹۶۴ء صفحہ ۳۰)

⑤ جانور، مردہ عورت یا نابالغ لڑکی سے وطی کرے توجب تک انزال نہ ہو غسل فرض نہیں ہوتا۔

بخلاف البھیمۃ (ہدایہ ۱/۳۲) لا وطی بھیمۃ بلا انزال (شرح وقایۃ ۱/۸۳) ولا عند وطء بھیمۃ او میتۃ او صغیرۃ غیر مشتھاۃ (در مختار) (رد المحتار جزء اوّل صـ۱۲۲ مطبوعہ مکتبۂ ماجدیہ۔ کوئٹہ۔ الطبعۃ الاولیٰ سنہ ۱۳۹۹ھ)

ائمہ کرام کی فضیلت تقلید کی مقتضی نہیں

میں ان تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں جو آپ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کیے ہیں۔ میں کسی بھی چیز میں اپنے کو ان کا ہم پلہ تو کجا' ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ لیکن تقلید نہیں کرتا جس طرح آپ امام اوزاعیؒ، امام زہریؒ، امام حسن بصریؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی تقلید نہیں کرتے۔ اگرچہ آپ ان کی بزرگی کے قائل ہیں۔ یاد رکھیئے کسی شخص کی فضیلت اس بات کی مقتضی نہیں کہ اس کی تقلید کی جائے۔ اگر محض فضیلت ہی تقلید کی دلیل ہے تو پھر امام حسن بصریؒ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس لئے کہ امام ابو حنیفہؒ نے تو صرف ایک مرتبہ بچپن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔ لیکن امام حسن بصری رح کی تو ساری زندگی صحابہ کے دور میں گزری۔ صدہا صحابہ کو دیکھا ہی نہیں۔ بلکہ ان کے شرف صحبت اور شرفِ تلمذ سے مستفید ہوئے اور صرف ایک وقت میں ۳۰۰ صحابہ کرام کی مقتدر جماعت ان کے ساتھ تھی۔

(دلیل الفالحین)

اسی طرح امام عطاءؒ مشہور تابعی ہیں۔ جن کے متعلق خود امام ابو حنیفہؒ کا بیان ہے، کہ میں نے ان سے بہتر آدمی نہیں دیکھا۔ سینکڑوں صحابہ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ دو دو سو صحابہ کے ساتھ مسجد حرام میں نماز پڑھا کرتے تھے اور ان کی بلند آواز سے آمین کہنے کی آواز کو سنا کرتے تھے۔

(بیہقی)

محض فضیلت ہی باعث تقلید ہے تو امام عطاءؒ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس لئے کہ ان کی آنکھوں نے ایک نہیں صدہا صحابہؓ کو دیکھا تھا۔ اور ذرا اوپر چلیئے۔ اگر فضیلت ہی کی وجہ سے تقلید ضروری ہو تو پھر کسی صحابی کی تقلید کیوں نہ کی جائے کہ اس کی آنکھوں نے تو وہ جمال جہاں آرا دیکھا جس کے سامنے ساری امت کا حسن و جمال ہیچ ہے۔ مگر ہوتا کیا ہے؟ صحابی کے فتوے کو ترک کیا جاتا ہے اور حنفی مذہب کے فتوے کو مانا جاتا ہے۔ ایسی مثالیں بہت سی موجود ہیں۔ مثلاً مسئلہ مصراۃ کے سلسلہ میں حنفی مذہب کا فتویٰ صحابیٔ جلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فتوے کے خلاف ہے۔ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ صحیح بخاری میں ملاحظہ فرمائیں)

منتہائے فضیلت کی اتباع

اچھا اور ذرا اوپر چلیئے۔ آپ بھی فضیلت والی ہستی کے متلاشی ہیں اور میں بھی۔ آپ اس تلاش پرخلوص میں امام ابوحنیفہؒ تک پہنچ کر رک جاتے ہیں اور میں اس تلاش میں اتنا اوپر چلا جاتا ہوں کہ میرے سامنے وہ ہستی آجاتی ہے جس پر تمام فضیلتیں منتہی ہوتی ہیں اور جس سے زیادہ افضل نہ کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔ وہ ہے اللہ کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی۔ اگر فضیلت ہی تقلید کا معیار ہے تو اس کی تقلید کیوں نہ کی جائے جس سے افضل کوئی نہیں اگر امام ابوحنیفہ کی آنکھ نے ایک صحابی کو دیکھا تو کیا ہوا۔ یہاں وہ آنکھ ہے جس نے آیات ربہ الکبریٰ کا مشاہدہ فرمایا۔ یہاں وہ دل ہے جو مہبط وحی الٰہی ہے یہاں وہ زبان ہے جو وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کی مصداق ہے، جس کی ذات المجتہد قد یخطئ ویصیب کے ماوراء ہے اور شریعت الٰہیہ کے بیان میں قطعی معصوم ہے۔

کیا امام ابوحنیفہؒ ہی حدیث کا صحیح مطلب سمجھے؟

یہاں پہنچ کر کہیں آپ پھر وہی نہ کہہ دیں کہ رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آپ

کیا سمجھیں۔ وہ تو امام ابوحنیفہؒ ہی سمجھتے تھے۔ "سڑک چلنے" کی مثال دے کر آپ نے اس طرف اشارہ بھی فرمایا ہے تو جناب میں تسلیم کئے لیتا ہوں کہ میں تو حدیث کو نہیں سمجھتا۔ لیکن کیا جمہور ائمہ دین بھی نہیں سمجھتے تھے۔ کیا امام حسن بصریؒ بھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس قسم کی باتوں سے آپ دوسرے ائمہ دین کی توہین کیوں کرتے ہیں؟ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ جو کچھ کہتا ہوں ان ائمہ دین کی تصریحات ہوتی ہیں جو ہر لحاظ سے امام ابوحنیفہ سے زیادہ مرتبہ رکھتے تھے۔ مثلاً امام حسن بصریؒ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی رکوع سے پہلے اور رکوع سے اُٹھ کر رفع یدین کرتے تھے۔ (کتاب رفع الیدین للامام البخاریؒ)

اب بتایئے کہ امام ابوحنیفہؒ جنہوں نے ایک صحابی کو بھی ترک رفع کرتے نہیں دیکھا ان کی بات مانی جائے یا امام حسن بصریؒ کی مانی جاتے جنہوں نے صدہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رفع یدین کرتے دیکھا۔

ہاں اگر آپ یہ کہنے کی جرأت کر بیٹھیں کہ امام حسن بصری کی اس روایت کا مطلب بھی آپ نہیں سمجھے بلکہ امام صاحبؒ نے صحیح سمجھا ہے یعنی صحابہ کرام رفع یدین نہیں کرتے تھے تو میں سوائے إنا للہ پڑھنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔

یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح امام حسن بصریؒ کے قول کو میں نہیں سمجھا، امام ابوحنیفہؒ کے قول کو آپ نہیں سمجھے۔ قصہ پاک ہوا۔ ساری کتابیں بالائے طاق رکھ دی جائیں یا دریا بُرد کر دی جائیں۔

ہاں ایک بات اور سُن لیجئے۔ اگر فرقِ مراتب کی وجہ سے میں امام حسن بصریؒ کے قول کا مطلب نہیں سمجھا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا مطلب امام ابوحنیفہؒ نہیں سمجھے۔ اس لئے کہ ان دونوں کے درمیان فرقِ مراتب کا ایک طویل ترین سلسلہ ہے۔ جس کے

مقابلہ میں امام حسن بصری رحمۃ اور میرے درمیان فرقِ مراتب کی کوئی حقیقت نہیں۔ سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرے کی مثال بھی یہاں صادق نہیں آتی۔ چلیے چھٹی ہوئی۔ علم دین کا ذخیرہ بالکل بیکار اور فضول ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک،

تقلید اور شریعت سازی

مَیں امام ابوحنیفہ رحمۃ کے مقابلہ میں محدث بننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن اگر میرا کمسن بچہ میرے مقابلے میں محدث بننے کا دعویٰ کرے تو مجھے تردید کرنے کا کیا حق ہے۔ مَیں نے اپنے کمسن بچے کی بات کو بھی تسلیم کیا ہے۔ جب اس نے کہا کہ آپ کا فلاں فعل حدیث کے خلاف ہے مَیں نے کہا لاؤ حدیث دکھاؤ۔ اس نے کتاب کھول کر میرے سامنے رکھ دی۔ مَیں نے اپنی غلطی تسلیم کرلی۔ اور اپنے فعل سے توبہ کرلی۔ ایسی مثالیں میری زندگی میں کئی ہیں۔ مَیں اپنے کو "ہم چیں دیگرے نیست" کا مصداق نہیں سمجھتا۔ جو شخص بھی حدیث پیش کرے، خواہ وہ کتنا ہی کمسن حقیر و ذلیل کیوں نہ ہو، مَیں اس کی بات مان لیتا ہوں اور مان لوں گا۔ لیکن جو شخص خود مسئلہ گھڑ کر یا فتویٰ میرے سامنے پیش کرے تو مَیں نہیں مانوں گا۔ خواہ وہ فتویٰ دینے والا کوئی بھی ہو۔ بیٹے! یہ دین اللہ کا دین ہے۔ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۝ (قرآن مجید) دُوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (قرآن مجید) اور اس دین کا شریعت ساز بھی خود اللہ تبارک و تعالیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ، (قرآن مجید) اور اگر کوئی دوسرا شریعت سازی کرے تو وہ شرک کرتا ہے: اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ۔ کیا انہوں نے شریک بنا رکھے ہیں ان کے لئے دینی شریعت بناتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی (قرآن مجید) وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖۤ اَحَدًا ۝ (قرآن مجید) اللہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دین کے پہنچانے والے ہیں بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (القرآن) یہ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بذریعہ وحی نازل ہوا اور یہ وحی قرآن و حدیث میں محفوظ ہے۔ اسی "منزل من اللہ" کے اتباع کا حکم ہم کو دیا گیا ہے اور جو اس کے علاوہ ہو اس کی اتباع سے روکا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے: اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ: اس چیز کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اس کے سوا دلیوں کا اتباع نہ کرو۔ (القرآن)

اب بتایئے۔ ان فقہ کی کتابوں میں جو کچھ ہے۔ سب "منزل من اللہ" ہے؟ اگر ہے تو بسرو چشم قبول ہے اور اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو اس کا اتباع حرام ہے اور حرام کو حلال بلکہ واجب سمجھنا کفر و شرک ہے۔ اگر آپ وہی بات دُہرائیں کہ یہ "منزل من اللہ" امام ابو حنیفہؒ کے پاس تھا بعد میں ضائع ہو گیا اور اب امام قشیریؒ کے صندوق سے برآمد ہو گا تو یہ اس قول کے مماثل ہو گا جو بعض شیعہ کہا کرتے ہیں کہ اصلی قرآن ضائع ہو گیا اور اب امام غائب مہدی لے کر ظاہر ہوں گے۔

صحیح بخاری کی حدیث کو ماننا امام بخاریؒ کی تقلید نہیں

میں نہ امام بخاریؒ کی رائے اور قیاس کو مانتا ہوں اور نہ امام مسلمؒ کی۔ میں صحیح حدیث کو مانتا ہوں۔ خواہ اس کے پیش کرنے والے امام بخاریؒ ہوں یا امام مسلمؒ۔ ابو داؤدؒ ہوں یا امام ابو حنیفہؒ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ امام بخاریؒ۔ امام مسلمؒ۔ امام ابو داؤدؒ نے حدیث کی کتابیں لکھ کر پیش کر دیں اور امام ابو حنیفہؒ ایسا نہیں کر سکے۔ تو اس میں میرا یا امام بخاریؒ وغیرہ کا کیا قصور ہے: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

اگر امام ابو حنیفہؒ کی بیان کردہ حدیثیں امام بخاریؒ کے نزدیک ضعیف تھیں تو کیا امام محمدؒ اور قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی وہ ضعیف تھیں۔ انہوں نے کیوں نہ جمع کر دیا حسن ظن سے کام لیجئے۔ محدثین کو امام ابو حنیفہؒ سے بغض نہیں تھا کہ قصداً وہ ایسا کرتے۔

آپ نے محدثین کی شان میں کتنا توہین آمیز جملہ لکھا ہے کہ امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، مسلمؒ وغیرہ بہت بعد کی پیداوار ہیں :-

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اچھا جناب! کیا امام مالک بھی بعد کی پیداوار ہیں۔ بقول علامہ شبلی نعمانیؒ امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ کے استاد ہیں (سیرۃ النعمانؒ) امام مالک کی لکھی ہوئی کتاب بھی میرے زیر مطالعہ رہتی ہے بلکہ اس سے بھی پہلے کی لکھی ہوئی کتاب صحیفہ ہمام جس کو حضرت ابوہریرہؓ نے مرتب کیا تھا۔ وہ بھی میرے زیرِ مطالعہ رہتی ہے۔ ان ہی کتابوں سے اپنے مسائل کے دلائل مہیا کیجئے یا کہیئے کہ ان کو بھی نہیں ملے۔

امام ابوحنیفہؒ اور ان کی طرف منسوب کردہ مسائل

اچھا معاف فرمایئے گا، ایک بات پوچھتا ہوں۔ درمختار میں ہے:

ثُمَّ الْاَکْبَرُ رَاْساً وَ الْاَصْغَرُ عُضْوًا۔

یعنی مذکورہ بالا شرائط میں اگر سب برابر ہوں تو پھر اسے امام بنایا جائے جس کا سر سب سے بڑا ہو اور ذکر سب سے چھوٹا ہو۔

کیا یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ یہ قول امام صاحب کا نہیں ہے بلکہ بعد میں گھڑا گیا ہے۔ لیکن اگر آپ اسی پر مصر ہیں کہ بعد میں نہیں گھڑا گیا بلکہ انہیں کا فتویٰ ہے تو پھر آپ امام ابوحنیفہ کی شان کو دوبالا نہیں کر رہے بلکہ اس قول کو ان کی طرف منسوب کر کے ان کی توہین کر رہے ہیں۔ بلکہ بقول آپ کے امام صاحبؒ کا ہر قول حدیث کے مطابق ہے تو پھر یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع ہوا اور اب یہ ایک امام ہی کی توہین نہیں رہی بلکہ اللہ کے رسول، سرور بنی آدم، فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰت والتحیات کی توہین ہوئی۔ بتایئے کوئی امتی اپنے رسول کی طرف ایسے قول کو منسوب کرنا گوارا کرے گا؟

میں تو امام ابوحنیفہؒ کی عزت و تقویٰ کا لحاظ کرتے ہوئے یہی بات کہتا ہوں کہ ایسے مسائل بعد میں گھڑے گئے ہیں اور ان کے گھڑے ہوئے ہونے کے ثبوت کے لئے محض ان کا مکروہ ہونا ہی کافی ہے۔ تاہم میں آپ کی تسلی کے لئے ایک بہت بڑے حنفی محقق مولوی عبدالحیٔ فرنگی محلی کی تحریر پیش کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں:

یسهل الأمر فی دفع طعن المعاندین علی الامام ابی حنیفة وصاحبیه فانهم طعنوا فی کثیر من المسائل المدرجة فی فتاوی الحنفیة انها مخالفة للاحادیث الصحیحة أو انها لیست متاصلة علیٰ أصل شرعی ونحو ذلك ر

بجعل ذلك ذريعة الى طعن الائمة الثلثة ظنا منهم انها مسائلهم ومذاهبهم وليس كذلك بل هي من تفريعات المشائخ (النافع الكبير ص۱۳)

"فتاویٰ حنفیہ میں جو مسائل درج ہیں، معاندین نے ان کو امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ پر طعن کرنے کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے۔ کیونکہ ان مسائل کی ایک کثیر تعداد اصول شرعی پر مبنی نہیں ہے اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ائمہ ثلاثہ کے مسائل اور مذاہب ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ یہ مشائخ کے تفریعات ہیں نہ کہ ان تینوں اماموں کے۔ اور اس طرح ان تینوں اماموں پر سے دفع طعن آسان ہو جاتا ہے"

مزید ملاحظہ فرمایئے:

عبدالقادر بدایونی حنفی اپنی کتاب برالرق فسخ ہندی میں لکھتے ہیں:

"اندراج خوارج ومعتزلہ در کتب حنفیہ زائد از حد است ہزاراں ہزار خوارج ومعتزلہ در فروع فقہ حنفی مذہب بودند تلامذہ خاص امام اعظمؒ و ابویوسف متمذہب بمذاہب باطلہ گزشتہ وہزاراں ہزار روایت از ان کسان مطابق ایشاں در کتب فتاویٰ داخل است"۔

یعنی "کتب حنفیہ میں خارجیوں اور معتزلیوں کے اندراجات حد سے زیادہ ہیں ہزارہا خوارج اور معتزلہ فروع میں حنفی تھے۔ امام ابوحنیفہؒ اور قاضی ابویوسف کے تلامذۂ خاص میں ایسے لوگ شامل ہیں جو باطل مذہب کے پرستار تھے اور ان سے ہزارہا روایتیں ان کے باطل مذہب کے مطابق کتب حنفیہ میں داخل ہیں (انتظام المتین ص۲۴)

۱۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی نیت زبان سے کرتے تھے ؟

۲۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینہ پر ؟

۳۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گردن کا مسح پشت کف سے کرتے تھے ؟

۴۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مرد نماز میں الٹے پیر پر بیٹھیں اور عورتیں بطور تورک الٹے کولہے پر ؟

۵۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ امامت کی چند شرائط میں اگر سب برابر ہوں تو امام اس کو بنایا جائے جس کا سر بڑا ہو اور شرم گاہ چھوٹی ہو ؟

۶۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید لازم ہے ؟

۷۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین منسوخ فرما دیا تھا ؟

۸۔ ایک درہم سے کم نجاست غلیظہ اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کو دھوئے بغیر نماز ہو جائے گی ؟

غلط فہمی جناب فیض احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "اسلام کے فروعی، اختلافی اور اجتہادی مسائل میں ائمۂ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) اور دیگر سلفِ صالحین کا اختلاف حق اور باطل کا اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ راجح و مرجوح، اولیٰ و غیر اولیٰ اور افضل اور غیر افضل کا اختلاف ہے۔" (نماز مدلل ص ۲)

جواب قارئین کرام! امام ابو حنیفہؒ اور دیگر ائمہ رحمۃ اللہ علیہم میں حق اور باطل، حلال و حرام کا واضح فرق موجود ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو لیجئے ہم آپ کو بتلاتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب بیانہ أنّہ کل مسکر خمر)	ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور چیز کو حرام کر دیا۔ کسی نشہ آور چیز کی تخصیص نہیں کی۔ اب آپ ائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمایئے۔

امام مالکؒ کہتے ہیں:۔

وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا اَنَّ کُلَّ مَنْ شَرِبَ شَرَابًا مُسْکِرًا، فَسَکِرَ اَوْلَمْ یَسْکَرْ فَقَدْ وَجَبَ عَلَیْہِ الْحَدُّ (رواہ موطا امام مالک کتاب الاشربۃ باب الحد فی الخمر)	جس شخص نے بھی نشہ آور شراب پی پھر اس شخص کو نشہ آیا یا نشہ نہ آیا۔ پس ہمارے نزدیک سنّت یہ ہے کہ اس پر حد واجب ہو گئی۔

یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتوٰی عین حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ اب امام ابوحنیفہؒ کا فتوٰی پڑھئے۔

ما یتخذ من الحنطۃ والشعیر والعسل والذرۃ حلال عند ابی حنیفۃ ولا یحدّ شاربہ عندہ وان سکر منہ (ھدایۃ کتاب الاشربۃ)	جو شراب گیہوں، جَو، شہد اور جُوار سے تیار کی جائے وہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے اور اس کے پینے والے پر (امام ابوحنیفہ کے نزدیک) حد نہ لگائی جائے گی اگرچہ نشہ آگیا ہو۔

امام ابوحنیفہؒ کے اس فتوٰی نے ایک حرام چیز کو حلال کر دیا لہٰذا یہ

فتوٰی خلافِ اسلام ہے۔ ایک امام نے حلال قرار دیا تو دوسرے امام نے حرام۔ فیض احمد صاحب بتائیں یہ حلال وحرام کا فرق ہے یا راجح اور مرجوح کا۔

(۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَنِيْنِ يَكُوْنُ فِيْ بَطْنِ النَّاقَةِ اَوِ الْبَقَرَةِ اَوِ الشَّاةِ فَقَالَ كُلُوْهُ اِنْ شِئْتُمْ فَاِنَّ ذَكَاتَهٗ ذَكَاةُ اُمِّهٖ (رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم والدارقطنی، بلوغ الامانی ۱۷/۱۵۵ و حسنہ الترمذی وصححہ ابن حبان وابن دقیق العید)

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنین کے بارے میں سوال کیا کہ ذبح کرتے وقت) کبھی کسی اونٹنی کے پیٹ میں سے یا کسی گائے کے پیٹ میں سے یا کسی بکری کے پیٹ میں سے بچہ نکل آتا ہے (تو اس موقع پر ہم کیا کریں) آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اُسے کھا سکتے ہو کیونکہ اس کی ماں کا ذبح ہونا اس کا بھی ذبح ہونا ہے۔

اب اس حدیث سے یہ بات وضاحت سے معلوم ہو گئی کہ اگر کسی بکری یا کسی اونٹنی یا کسی گائے کے پیٹ میں سے بچہ نکل آئے تو وہ حلال ہے۔ اس کو مسلمین کھا سکتے ہیں۔ مگر امام ابوحنیفہؒ کا فتوٰی ہے کہ وہ بچہ حرام ہے۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے پیروکار حرمت کی طرف گئے ہیں۔ (نیل الاوطار ۱۰/۹۴)

(۳) اسی طرح امام ابوحنیفہؒ نے جمہور ائمہ کی سورہ فاتحہ خلف الامام

میں مخالفت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) یعنی جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں سے فرمایا تھا:۔

لَا تَقْرَءُوْا بِشَیْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ	جب میں بلند آواز سے قرأت کروں
اِذَا جَھَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ	تو تم قرآن (مجید) میں سے کچھ نہ پڑھا
فَاِنَّہٗ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِھَا	کرو سوائے سورۂ فاتحہ کے اس لئے
(رواہ ابوداؤد و الدارقطنی وسندہ حسن	کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو اسے
وروی نحو البخاری فی جزء القرأۃ وسندہ حسن)	نہ پڑھے۔

یہ حدیث صریح ہے کہ امام کے پیچھے سوائے سورہ فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا جائے اور اس حدیث کے مطابق امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور دوسرے ائمہ نے صحیح سمجھا اور مقتدیوں کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ قراءۃ خلف الامام فیما جھر فیہ ولا فیھا لم یجھر بذلک جاءت عامۃ الاثار وھو قول ابی حنیفۃ (موطا امام محمد) مگر امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ امام کے پیچھے قرأت حرام ہے (نیل الاوطار و فتح الباری) وقال ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وطائفۃ قلیلۃ لا تجب الفاتحۃ بل الواجب ایۃ من القرآن (صحیح مسلم شرح نووی باب وجوب قرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ) یعنی امام ابوحنیفہؒ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ

(امام کے پیچھے) سورۂ فاتحہ واجب نہیں ہے۔ واجب تو بس قرآنِ (مجید) کی ایک آیت کا پڑھ لینا ہے۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور جمہور علماء، صحابہ کرام اور تابعین میں سے اور جو ان کے بعد ہیں۔ وہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو فرض قرار دیتے ہیں۔ (صحیح مسلم شرح نووی)

(۴) علاوہ ازیں امام نووی تحریر کرتے ہیں:۔

اجمع العلماء علی ان الاستسقاء سنۃ واختلفوا ھل تسن لہ صلوٰۃ ام لا۔ فقال ابو حنیفۃ لا تسن لہ صلوٰۃ بل یستسقی بالدعاء بلا صلوٰۃ وقال سائر العلماء من السلف والخلف الصحابۃ والتابعون فمن بعدھم تسن الصلوٰۃ ولم یخالف الا ابو حنیفۃ (صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء، شرح نووی)	تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ استسقاء سنّت ہے نماز استسقاء مسنون ہے یا غیر مسنون اس سلسلہ میں کچھ اختلاف ہوا ہے، امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ نماز استسقاء مسنون نہیں ہے بغیر نماز پڑھے دعاء کے ذریعہ سے پانی طلب کر لیا جائے تمام علماء سلف و خلف صحابہ کرام اور تابعین و متقدمین و متاخرین نے کہا ہے کہ نمازِ استسقاء پڑھنا سنّت ہے۔ اس سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت صرف امام ابو حنیفہؒ نے ہی کی ہے اور کسی نے نہیں کی۔

مزید برآں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ استسقاء پڑھی ہے یا نہیں صرف دو حدیثیں بطور ثبوت کے ملاحظہ فرمایئے :۔

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ فَتَوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ يَدْعُوْا وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَاءَةِ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی کیلئے (اور) دعاء کرنے کے لئے نکلے۔ آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور دعاء کرتے رہے۔ آپ نے چادر پلٹ دی۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی اور آپ نے ان دونوں رکعتوں میں قرأت جہر سے کی۔
خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی طلب کرنے کے لئے عید گاہ کی طرف نکلے۔ آپ نے قبلہ کی طرف چہرہ کر لیا اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ آپ نے اپنی چادر پلیٹ دی۔

(۵) مزید برآں امام نووی نقل کرتے ہیں :۔

وقد اجمع المسلمون علی اباحۃ السمك (صحیح مسلم کتاب الصید، شرح نووی)	تمام مسلمین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مچھلی کسی قسم کی ہو جائز ہے۔ یعنی زندہ مردہ کیسی بھی ہو۔
واباح مالك الصفدع والجمیع (صحیح مسلم شرح نووی)	امام مالکؒ کے نزدیک مینڈک اور تمام دریا کے جانور حلال ہیں۔
وقال ابو حنیفۃ لا یحل غیر	اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے سوائے

السمك واما السمك الطافی وهو الذی یموت فی البحر بلا سبب (صحیح مسلم شرح نووی)

مچھلی کے (اور کوئی جانور حلال نہیں ہے) اور وہ مچھلی جو خود پانی میں مرجائے (اور) پانی کے اوپر تیرنے لگے وہ بھی (حلال نہیں ہے)۔

فمذهبنا اباحته وبه قال جماهیر العلماء من الصحابة فمن بعدهم منهم ابوبکر الصدیق وابوایوب وعطاء ومکحول والنخعی ومالك احمد وابوثور وداؤد وغیرهم (صحیح مسلم شرح نووی)

امام نووی کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب نے جائز قرار دیا ہے اور یہی بات جمہور علماء نے کہی ہے یعنی ابوبکر الصدیقؓ وابوایوبؓ وعطاء ومکحول والنخعی ومالک واحمد وابوثور وداؤد اور دوسرے لوگوں نے۔

قال اصحابنا یحرم الضفدع ..... (صحیح مسلم شرح نووی)

امام نووی کہتے ہیں ہمارے اصحاب نے مینڈک کو حرام قرار دیا ہے۔

(٦) امام نووی نقل کرتے ہیں:-

واجمع المسلمون علی اباحته ثم قال الشافعی وابوحنیفة واحمد والجماهیر یحل سواءً مات بذکاة او باصطیاد مسلم او مجوسی او مات حتف انفه سواء (صحیح مسلم کتاب الصید والذبح

تمام مسلمین کا (ٹڈی) کے مباح ہونے پر اتفاق ہے۔ امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور جماہیر علماء نے ٹڈی کو حلال کہا ہے یعنی ہر صورت میں (ٹڈی) چاہے ذبح ہونے سے مرجائے یا کسی مسلم کے شکار کرنے

باب اباحۃ الجراد شرح نووی) سے مر جائے یا کسی مجوسی کے شکار کرنے سے مر جائے یا وہ خود بخود مر جائے (تمام حالات میں) برابر ہے۔

قارئین کرام مندرجہ بالا حضرات ٹڈی کو حلال قرار دے رہے ہیں مگر مندرجہ ذیل حضرات حرام قرار دے رہے ہیں۔

وقال مالك ..... واحمد ..... لا يحل الا اذا مات بسبب بان يقطع بعضه او يسلق او يلقى فى النار حيًّا او يشوى فان مات حتف انفه او فى وعاء لم يحل (صحیح مسلم شرح نووی)

اور امام مالک و احمد نے ٹڈی کے سلسلہ میں کہا ہے کہ وہ حلال نہیں ہے مگر جب وہ کسی سبب سے مر جائے گویا کہ کوئی ٹکڑا اس کا کاٹا جائے یا اس کے ٹکڑے کر دئے جائیں یا زندہ آگ میں ڈال دیا جائے یا اس کو بھونا جائے (مزید برآں) پھر اگر وہ خود مر جائے یا کسی برتن میں مر جائے (اس صورت میں) حلال نہیں ہے۔

قارئین کرام ایک امام کچھ کہہ رہا ہے تو دوسرا امام کچھ اور کہہ رہا ہے ایک امام حرام کہہ رہا ہے تو دوسرا امام اسی چیز کو حلال کہہ رہا ہے۔ کوئی مباح قرار دیتا ہے تو کوئی مکروہ، کوئی جائز تو کوئی ناجائز، کوئی امام سنت بتاتا ہے تو دوسرا امام اسی چیز کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ لہذا یہ بات اظہر الشمس کی طرح واضح ہو گئی کہ ان ائمہ کے درمیان حرام و حلال کا بیّن فرق ہے۔ جو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ ذرا سوچئے اگر

ان اقوال کو ایک عامی یا کوئی غیر مسلم پڑھے تو بتایئے وہ کیا تاثر قائم کرے گا کہ یہ وہ اسلام کو پہنچانے والے ائمہ ہیں کہ جن کے اقوال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے اقوال ہیں جن میں حلال و حرام کا واضح فرق موجود ہے محض طوالت کے خوف سے نقل نہیں کر رہا ہوں۔ بہرحال فیض احمد صاحب کا یہ کہنا غلط ثابت ہوا کہ بین الائمہ حرام و حلال کا فرق نہیں ہے۔

غلط فہمی جناب فیض احمد صاحب رقمطراز ہیں:۔

"یہ فروعی اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے چلا آرہا ہے"۔

جواب جناب فیض احمد صاحب اگر کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف ہو جایا کرتا تھا تو وہ آیت یا حدیث ملنے پر فوراً رجوع کر لیا کرتے تھے وہ آجکل کے علماء، جیسے ہٹ دھرم نہیں تھے کہ آیت پیش کیجئے یا حدیث رجوع کرنے کا نام ہی نہیں لیتے، رجوع کرنا تو در کنار مخالفین پر کفر و شرک کے فتوے لگا دیتے ہیں۔ لہذا فیض صاحب لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش نہ کیجئے صحابہ کرام کے اختلاف میں اور آپ لوگوں کے اختلاف میں بڑا فرق ہے۔ صحابہ کرام تو رجوع کر لیا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں بے شمار مثالیں موجود ہیں، ملاحظہ فرمایئے:۔

(١) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

انہ سمع ابن عباس یلین فی متعة النساء فقال مهلاً یا ابن عباس فان رسول الله	انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ وہ عورتوں سے متعہ کرنے کے بارے میں اعلان کر رہے ہیں تو حضرت

(۱) مردوں اور عورتوں کی نماز کی علیحدہ علیحدہ ترکیب احادیث صحیحہ میں نہیں ہے۔ لہذا اسے ایک کر دیجئے۔

(۲) گردن کا مسح پشت کف سے کرنا چھوڑ دیجئے کیونکہ مسح کی یہ کیفیت کسی حدیث میں نہیں ہے۔

(۳) جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ شروع کر دیجئے۔

(۴) رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین شروع کر دیجئے کیونکہ رفع یدین صحیح ترین اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

(۵) فرض نماز کی چاروں رکعتوں میں قرأت کو فرض مانیئے۔

(۶) امام کو سکتے کرنے کا حکم دیجئے۔

(۷) سکتوں میں مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیجئے۔ سکتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا نہ قرآن مجید کے خلاف ہے نہ حدیث کے۔

(۸) حلالہ کو بند کرائیے یہ کس درجہ کا قبیح فعل ہے۔

ولو وطئ ميتة أو بهيمة أو في غير فرج وهو التفخيذ أو قبل أو لمس إن أنزل قضى وإلا فلا ولو أكل لحمًا بين أسنانه مثل حمصة تضى فقط وفي أقل منها لا۔ یعنی اگر مُردہ عورت یا جانور سے بد فعلی کرے یا...... کے علاوہ یعنی ران میں کرے یا بوسہ لے یا چھوئے اگر انزال ہو تو روزہ قضا کرے۔ ورنہ نہیں اور اگر دانتوں کے درمیان لگا ہوا گوشت چنے کے برابر بھی کھالے تو صرف قضا کرے اور اگر چنے سے چھوٹا ہو تو قضا بھی نہیں۔ (شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۳۱۲)

وقدر الدرهم من نجس غليظ كبول ودم وخمر وخرء دجاجة ...... وما دون ربع ثوب مما خف كبول فرس..... عفو...... یعنی نمازی کے کپڑے میں اگر درہم کے برابر نجاستِ غلیظہ مثلاً پیشاب، خون، شراب اور مرغی کی بیٹ لگ جائے اور نجاستِ خفیفہ مثلاً گھوڑے کا پیشاب چوتھائی

کپڑے تک معاف ہے۔ (شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۳۹) پھر آگے جا کر مذہب کا تخمینہ ہتھیلی کی چوڑائی بتایا ہے۔

(۳) لا وطی بھیمۃ بلا انزال۔ جانور سے وطی کرے تو بلا انزال غسل فرض نہیں۔ (شرح وقایہ صفحہ ۸۲) وغیرہ وغیرہ کہاں تک لکھوں۔

کیا یہ مسائل سنت ہیں؟ کیا یہ مسائل امام ابوحنیفہؒ کے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ان جیسے مسائل کو اسلام سمجھنا یا سنت سمجھنا امام صاحب کی اور اسلام کی توہین کرنا ہے۔ شاہ صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اماموں کا طریقہ سنت تھا نہ یہ کہ مقلدین کا گھڑا ہوا مذہب سنت ہے۔ اب سنیئے شاہ صاحب تقلید کے متعلق کیا فرماتے ہیں:۔

۱۔ وخود را مقلد محض بودن ہرگز راست نمی آید وکارے نمی کشاید۔
یعنی مقلد محض ہونا ہرگز راست نہیں آتا اور نہ اس سے کار برآری ہوتی ہے۔
(مطرق الحدید صفحہ ۴۴، ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۷)

۲۔ اگر نمونہ یہود خواہی ببینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند وخو گرفتہ تقلید سلف ومعرض از کتاب وسنت۔۔۔۔ تماشا کن کأنھم ھم۔ یعنی اگر یہود کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو علماء سوء کو دیکھو جو دنیا کے طالب ہیں اور جو سلف کی تقلید کے عادی ہو گئے ہیں اور کتاب و سنت سے اعراض کرتے ہیں۔۔۔۔۔ تماشہ کرو۔ گویا یہ وہی ہیں۔
(الفوز الکبیر)

۳۔ ولم یأت قرن بعد ذلک إلّا وھو أکثر فتنۃ وأوفر تقلیدا۔ اس کے بعد جو زمانہ آتا گیا، فتنہ زیادہ ہوتا گیا اور تقلید میں زیادتی ہوتی گئی۔ (انصاف۔ مطرق الحدید صفحہ ۲۰)

۴۔ ودر فروغ پیروی علماء محدثین کہ جامع باشند میان فقہ و

اونٹ سواری کے قابل نہ ملے یعنی ناقص لوگوں کی اکثریت ہوگی۔

(۴) آیندہ جب کبھی ان مولوی صاحب سے گفتگو ہو تو ان سے پوچھیے کہ آپ نے جن عقائد اور اعمال کا ذکر کیا ہے یہ عقائد اور اعمال قادیانیوں کے بھی ہیں تو کیا وہ بھی مسلم ہیں۔ پھر یہ کہ توحید کا آپ صرف زبان سے اقرار کرتے ہیں حقیقتاً آپ کے عقائد اور اعمال توحید کے منافی ہیں۔

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا (کہف ۲۶)

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ (شوریٰ)

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ (توبہ ۳۱)

وغیرہ آیات کی روشنی میں شریعت سازی اللہ اکیلے کا حق ہے۔ علماء کا شریعت سازی کرنا شرک ہے اور کیونکہ تقلید کو جو کہ خیر القرون میں نہیں تھی، رائج کر کے دین میں داخل کر لیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ شرک کے مرتکب ہوئے۔

پھر تقلید کے ساتھ شریعت سازی مستقل صورت میں مقلدین میں سرایت کرتی چلی گئی۔ ۱۔ مثلاً شریعت میں امام بنانے کے لئے صرف چار چیزوں کا ذکر تھا یعنی سب سے بڑا قاری، اگر اس میں سب برابر ہوں تو سنت کا سب سے بڑا عالم۔ اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو ہجرت میں سب سے زیادہ مقدم۔ اگر اب بھی برابری ہو تو عمر میں سب سے بڑا (صحیح مسلم)، لیکن انہوں نے اس میں متعدد چیزوں کا اضافہ کیا مثلاً اگر اب بھی برابر ہوں تو وہ ورنہ وہ .... جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو....... جس کی بیوی سب سے زیادہ خوب صورت ہو۔ ثُمَّ الْأَكْبَرُ رَأْسًا وَالْأَصْغَرُ عُضْوًا (درمختار)

۲۔ کسی صحیح حدیث سے مرد و عورت کی نماز میں فرق ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن

انہوں نے دونوں کی نماز کے علیحدہ علیحدہ طریقے مقرر کیے

۳۔ سر کے مسح کا طریقہ یعنی تین انگلیاں ملا کر وسط سر سے پیچھے لے جاتے اور ہتھیلیوں کو اطراف سر سے واپس آگے لائے۔ انگوٹھے اور انگشت ہائے شہادت اٹھی رہیں۔ گردن کا مسح پشت کف سے کیا جائے۔ یہ تمام طریقہ من گھڑت ہے۔

۴۔ گاؤں والے عید کی نماز سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں۔ شہر والے بھی شہر سے باہر جانور لے جا کر نمازِ عید سے پہلے ذبح کر سکتے ہیں۔ (ہدایہ) یہ تمام کی تمام شریعت سازی ہے بلکہ حرام کو حلال کرنے کا حیلہ ہے۔

۵۔ کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی (درمختار)

۶۔ "او جامع فی مادون الفرج ولم ینزل" تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (درمختار)

۷۔ نشہ کی حالت میں بیٹی کا بوسہ لیا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔ (درمختار)

غرض یہ کہ اس قسم کے ہزارہا مسائل ہیں جن سے کتب فقہ مملو ہیں، یہ سب گھڑے گئے ہیں۔ گھڑنا بھی شرک ہے اور ان کو ماننا بھی شرک ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ امام حق پر تھے لیکن موجودہ مذاہب اور تقلید باطل اور شرک ہیں۔ امام ان سب سے قطعاً بری ہیں نہ ان کے یہ مسائل، نہ ان کا یہ مسلک۔ ہاں یہ بات اپنی جگہ پہ اٹل ہے کہ ان اماموں میں سے بھی اگر کسی کا قول حدیث کے خلاف ہو تو اس قول کو ماننا شرک ہے۔ امام معذور ہوگا، اور مقلد ماخوذ ہوگا۔

۱۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی نیت زبان سے کرتے تھے ؟

۲۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینہ پر ؟

۳۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گردن کا مسح پشت کف سے کرتے تھے ؟

۴۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مرد نماز میں الٹے پیر پر بیٹھیں اور عورتیں بطور تورک الٹے کولہے پر ؟

۵۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ امامت کی چند شرائط میں اگر سب برابر ہوں تو امام اس کو بنایا جائے جس کا سر بڑا ہو اور شرم گاہ چھوٹی ہو ؟

۶۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید لازم ہے ؟

۷۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین منسوخ فرما دیا تھا ؟

۸۔ ایک درہم سے کم نجاست غلیظہ اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کو دھوئے بغیر نماز ہو جائے گی ؟

باطل	بہشتی زیور کی حقیقت	حق
بہشتی زیور		حدیث
نماز کے دوران قرآن پاک دیکھ کے پڑھنے سے نماز ٹوٹ جائے گی ﴿بہشتی زیور حصہ 2 صفحہ 166﴾ ﴿نماز توڑنے والی چیزوں کا بیان﴾		حضرت عائشہؓ کی امامت کراتے ہوئے ان کا غلام ذکوان قرآن پاک دیکھ کے تلاوت کرتا تھا ﴿بخاری جلد 1 حدیث 96﴾

حق	بہشتی زیور کی حقیقت	باطل

حدیث

نبی کریم ﷺ نے ہڈی اور گوبھر سے استنجا کرنے سے روکا ہے

﴿مسلم حدیث 450﴾

بہشتی زیور

ہڈی اور گوبھر سے استنجا منع ہے لیکن کرلیا جائے تو طہارت درست ہوگی

﴿بہشتی زیور حصہ 2 صفحہ 147﴾

﴿استنجا کا بیان﴾

باطل	بہشتی زیور کی حقیقت	حق

حدیث

نبی کریم ﷺ نے فرمایا
جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے
تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے
ہاتھ گھٹنوں سے پہلے نیچے رکھے

(ابو داؤد 746)

بہشتی زیور

سجدہ میں جاتے ہوئے
پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ رکھے

(بہشتی زیور حصہ 2 صفحہ 159)
([illegible])

بہشتی زیور کی حقیقت

حق	باطل
حدیث	**بہشتی زیور**
نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو کہا اگر آپ مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں آپ کو غسل دوں گا	اگر بیوی فوت ہو جائے تو خاوند اسے غسل نہیں دے سکتا
﴿ابن ماجہ 1197﴾	﴿بہشتی زیور حصہ 2 صفحہ 205﴾ ﴿غسل دینے کا بیان﴾

بہشتی زیور کی حقیقت

حق | **باطل**

حدیث

نبی کریم ﷺ نے فرمایا
جس نے تعویز لٹکایا
اس نے شرک کیا

﴿مسند احمد 17558﴾

بہشتی زیور

آدمی بخار کو ختم کرنے کے
لئے گردن میں تعویز لٹکائے

﴿بہشتی زیور حصہ 9 ص 1047﴾

﴿عاملیات تمام ص﴾

باطل	بہشتی زیور کی حقیقت	حق

بہشتی زیور	حدیث
بیوی اپنے گمشدہ خاوند کے لئے 90 سال تک انتظار کرے	حضرت عمرؓ فرماتے ہیں گمشدہ خاوند کی بیوی 4 سال تک اپنے خاوند کا انتظار کرے
﴿بہشتی زیور حصہ 5 صفحہ 411﴾ ﴿شوہر کے گم ہونے کا بیان﴾	﴿سعید بن منصور 1756﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک نصیحت اگر کوئی حاصل کرے تو.........
چار امام اپنی تقلید کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟؟؟
امام ابو حنیفہ رحمت الله علیہ : اذا صح الحدیث فھو مذہبی ۔
" جب حدیث صحیح ھو تو وہی میرا مذہب ھے ۔ " (ردالمحتار حاشیہ درالمختار ج١ص٦٨)
" کسی کے لیئے یہ حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول کے مطابق فتویٰ دے ، جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ھو کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ھے ۔ " (الانتقار فی فضائل الثلاثہ الائمہ الفقہاءلابنِ عبدالبر ، ص ١٤٥)
امام ابو حنیفہ رحمت الله علیہ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کی بات کتاب اللہ کے خلاف ھو ؟ فرمایا : کتاب اللہ کے سامنے میری بات چھوڑ دو ۔ پوچھا گیا ، جب آپ کی بات حدیثِ رسول کے خلاف ھو ؟ فرمایا : حدیثِ رسول کے سامنے میری بات چھوڑ دو ۔ پوچھا گیا ، جب آپ کی بات قولِ صحابہ کے خلاف ھو ؟ فرمایا : قولِ صحابہ کے سامنے میری بات چھوڑ دو ۔ (ایقاظ ھمم اولی الابصار ، ص ٥٠)

امام مالک رحمت الله علیہ : لیس احد بعد النبی الا و یوخذ من قولہِ و یترک الا النبی صلی اللہ علیہِ وسلم ۔
" سرورِ کائنات صلی اللہ علیہِ وسلم کے سوا باقی ہر ان کی بات کو قبول بھی کیا جا سکتا ھے اور رد بھی ۔
(ارشادالسالک لابنِ عبد الھادی ، ج ۱ ، ص ۲۲۷)
میں ایک انسان ھوں ، میری بات غلط بھی ھو سکتی ھے اور صحیح بھی ، لہٰذا میری رائے کو دیکھ لیا کرو ، جو کتاب و سنت کے مطابق ھو ، اسے لے لو اور جو کتاب و سنت کے مطابق نہ ھو اسے ترک کر دو ۔
(ایقاظ ھمم اولی الابصار ، ص ۷۲)

امام شافعی رحمت اللہ علیہ :   اذا صح الحدیث خلاف قولی فاعملوا بالحدیث واترکوا قولی ۔
" جب میری کسی بات کے مقابلے میں صحیح حدیث ثابت ہو تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو چھوڑ دو ۔   (المجموح شرع المہزب للنووی ، ج ۱ ، ص ۱۰٤)
" جب تم میری کسی بھی کتاب میں کوئی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہِ وسلم کی سنت کے خلاف پاو تو سنت کو اختیار کر لو اور میری بات کو چھوڑ دو ۔ " (حوالہ ایضا")
" میری کسی بھی بات کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہِ وسلم کی صحیح حدیث ثابت ہو تو حدیث کا مقام زیادہ ھے ، اور میری تقلید نہ کرو ۔ " (آداب الشافعی و مناقبہ لابنِ ابی حاتم الرازی ، ص ۹۳)

امام احمد ابنِ حنبل رحمت الله علیہ : لا تقلدنی ولا تقلد مالک و لا الشافعی ولا الاوزاعی ولا الثوری و خذ من حیث اخذوا ۔

" نہ میری تقلید کرو ، اور نہ مالک ، شافعی ، اوزاعی اور ثوری (جیسے ائمہ) کی تقلید کرو ۔ بلکہ جہاں سے انہوں نے دین لیا ھے تم بھی وہاں سے (یعنی کتاب و سنت سے) دین حاصل کرو ۔ "

(ایقاظ همم اولی الابصار ، ص ۱۱۳)

" دین کے معاملے میں لوگوں کی تقلید کرنا انسان کی کم فہمی کی علامت ھے ۔ "

(اعلام الموقعین لابنِ قیم ، ج ۲ ص ۱۷۸)

